ایک مفید تجویز

فتنۂ مرزائیت اور علماء کی ذمہ داری

محمد اقبال کاشغری

جہاں تک فتنۂ مرزائیت کے انسداد کا تعلق ہے، علمائے حقہ کو بالخصوص اور دینی طبقہ کو بالعموم اس اہم اور لابدی فریضہ پر انتہائی سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ امتِ مرزائیہ روزِ اوّل ہی سے اسلام پر اپنے حملہ کا کوئی سا دقیقہ بھی اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتی اور جہاں تک اندرونِ ملک کے حالات کا تقاضا ہے وہ ہمیشہ اس پر اپنی گرفت کو مضبوط تر بنانے کے مواقع کی تلاش میں رہتی ہے۔ الحمد للہ کہ مملکتِ پاکستان میں ایسے مجاہد مبلغ موجود ہیں جو ان کی ناپاک کاروائیوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ تاہم اتنا کچھ ملت کے دینی دفاع کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔

جس طرح علمائے کرام نے پاکستان میں اپنی ہمت و وسعت سے درسِ نظامی کا جال بچھا کر رکھ دیا ہوا ہے۔ کیا اسی طرح ہر مدرسہ کے تحت ایک ایسا تبلیغی شعبہ انتہائی آسانی کے ساتھ قائم نہیں کر دیا جا سکتا جو ردِ مرزائیت کا ایک حصارِ مستحکم ثابت ہو۔ دار التبلیغ قسم کے ان اداروں کو مندرجہ ذیل طریق سے نئے اور ترقی پسندانہ نہج پر استوار کر کے نئی روشنی کے اس دور کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ دین کی طرف متوجہ کر لیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ایسے دار التبلیغ میں ایک مضبوط دینی کتب خانہ موجود ہو جسے ایک تبلیغی لائبریری کی صورت میں عامۃ الناس کیلئے وقف کر دیا جائے اس میں ملک کے تمام ہفتہ وار اور ماہوار دینی مجلّوں کی آمد کا سلسلہ بھی جاری کیا جائے۔ اس لائبریری کو باقاعدگی کے ساتھ صباح و شام کھولنے کا انتظام ہو۔

۲۔ اس کتب خانہ میں جہاں دینی کتب کی اعلیٰ کھیپ موجود ہو، وہاں دیگر تمام علوم و فنون از قسم سائنس تاریخ و سیر اور ادبیات وغیرہ کی کتب، کا بھی اہتمام کیا جائے۔

۳- اس دار التبلیغ میں ایک ایسا سلجھا اور منجھا ہوا عالم دین بطور لکچرر تعینات کیا جائے جو علوم مروّجہ پر بھی بسیر حاصل مطالعہ کا حامل ہو تاکہ وہ عوام الناس کو اپنے روزانہ وعظ میں روزمرہ کے دینی و دنیاوی مدوجزر سے بخوبی آگاہ کر سکے جس میں مرزائیت کے ساتھ ساتھ دیگر تمام خلافِ فرقِ باطلہ کے رد کا پورا پورا انصرام ہو۔

اس شعبہ کو چلانے کیلئے جہاں علمائے کرام کو فوری طور پر اپنی توجہ مبذول کر دینی چاہیئے۔ وہاں سرمایہ دار مخیّر حضرات کو بھی اپنی تمام تر توجہ ایسے مدارس کیطرف خلوصِ نیت سے منعطف کر دینی چاہیئے جو اس قسم کے دار التبلیغ کا اہتمام کریں۔ وگرنہ یکطرفہ طور پر یہ خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ اور ہماری تبلیغی حالت بالکل منجمد ہو کر رہ جائے گی۔ جس سے دین اور اہل دین حضرات پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔

اس نہج پر قائم دار التبلیغ میں آمدو رکھنے والا ہی متنفس چند در چند مدت سے بعد بجائے خود فتنۂ مرزائیہ اور دیگر فرقِ باطلہ کیلئے ایک ایسا دنداں شکن مبلّغ بن کر نکلے گا۔ مرزائیت اور دیگر فرقِ باطلہ جس کے سامنے دم تک نہ مار سکیں گے۔ باین نوع ہماری ایک عظیم کھیپ ردّ مرزائیت میں تیار ہوجائیگی جس سے مرزائیت کے حواسِ خمسہ باطل ہو کر رہ جائیں گے، انہیں سر چھپانے کی جگہ میسر آنا بھی از بس مشکل ہوتا اور یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو بصد امن و خاموشی طے پا سکتا ہے۔

ملک کے اندر مرزائیت کی روک تھام اور نئی نسل کے تحفّظ کیلئے اس سے بہتر اور کوئی طریق کار نہیں ہو سکتا۔

کاش! ہمارے علماء کرام گزشتہ شعبہ ہائے تبلیغ مجلسِ احرار اسلام کی طرز پر جگہ جگہ اپنے مدارس کے ذیل میں ایسے شعبے شروع ہی سے کھولتے اور حضرت امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہٗ کی سی روشن ضمیری اور دلی ولولہ و جوش سے اس خطرہ کا احساس کرتے تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ تحفظِ ختمِ نبوّت کی تحریک کے بعد زیادہ دیر تک یہ ارتدادی فتنہ ملک کے اندر اس حیثیت سے زندہ نہ رہ سکتا۔

مگر وائے افسوس کہ علمائے کرام جو فی الواقعہ سجّادہ نشینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیثیت میں امتِ مرحوم کے نگہبان ہیں اس فریضہ سے تساہل برتتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امتِ مرزائیہ نے ان (علمائے کرام) کو کمزور سمجھا اور ارتداد کی تبلیغ میں یہ سوچتے ہوئے منہمک ہو گئے کہ اب ان کو رد کرنے والا کوئی نہیں۔ اور نہ ہی ان کے تدارک کی کسی میں ہمت ہے۔

کاش! اب بھی اگر علمائے کرام اس اہم اور اسلام کے بنیادی عقیدہ کیطرف متوجہ ہو جائیں تو بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ان کی یہ محنت بار آور اور ثمردار نتائج پیدا کر سکتی ہے۔